**Majallah Tahqiq**
Research Journal of the
Faculty of Oriental Learning
Vol: 39, Sr.No.110, 2017 pp 27 - 38

مجلہ تحقیق
مجلّہ کلیۂ علومِ شرقیہ
جلد ۳۹، جنوری۔ مارچ ۲۰۱۸ء، شمارہ ۱۱۰

# ریاست جموں و کشمیر میں اُردو و کشمیری ناول نگاری

☆ڈاکٹر زاہد عزیز

**Abstract:**

Novel is an invention of cultured people. Decency among the people relates with the revolution of France. The writers of the world tried to present the foggy picture of the problems of life under the influence of this revolution. Kashmiri language affected very much by the art of these writers. The art of novel-writing introduced in Kashmir after English and Urdu novel-writing. Habib Kamran and Salgram Salik adjudge the inventors of Kashmiri and Urdu novel-writing in Kashmir respectively. Urdu and Kashmiri novel-writing declared the center of attention after 1947 in Kashmir. Urdu and Kashmiri novel-writers of Kashmir are presenting the uncontentedness, deprivations and psychological perplexities of the Kashmiris through their literary achievements in the best way.

**Key words:** Urdu Novel, Kashmiri Novel, Habib Kamran, Salgram Salik, Kashmir

ناول انگریزی ادب کی پیداوار ہے جس کے لفظی معنی انوکھی اور نئی چیز کے ہیں۔ انگریزی ادب میں ناول کو اٹھارویں صدی میں جگہ دی گئی اور انیسویں صدی میں اس کی مقبولیت کا یہ عالم ہوا کہ انگریزی ادب میں صفِ اول میں شمار ہونے کے ساتھ ساتھ پوری دنیا پر چھا گیا۔(۱) ناول زندگی کی تصویر بھی ہے اور تفسیر بھی یہ ڈراما اور مضمون نگاری سے دو قدم آگے ہے۔ ناول میں زندگی کے چہرے سے نقاب اٹھایا جاتا ہے۔ اس فن میں زندگی کو خود اپنے تجربات اور مشاہدات سے پرکھ کر پھر دوسروں کو ہو بہو اس کی تصویر دکھائی جاتی ہے۔ ناول نگاری کے پس منظر پر غور کیا جائے تو معلوم پڑتا ہے کہ اس سے قبل داستان اور قصہ گوئی کی روایت موجود تھی اور ان کے آغاز کا سراغ انسانیت سے ہی ملتا ہے جب کہ ناول مہذب دور کی پیداوار ہے یا یوں کہیں کہ ناول

☆ اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ کشمیریات، پنجاب یونیورسٹی لاہور۔

مہذب انسانوں کی ایجاد ہے۔ انسانوں میں مہذب پن یعنی سیاسی، اخلاقی، مذہبی، تہذیبی، معاشی اور معاشرتی شعور کا تعلق کسی نہ کسی طرح انقلاب فرانس سے ملتا ہے۔ انقلاب فرانس کے زیر اثر دُنیا بھر کے عام و خاص لکھاریوں نے زندگی کے مسائل کی ایک دھندلی سی تصویر اپنی تحریروں میں پیش کرنے کی کوشش کی۔ ان تحریروں میں اس قدر حقیقت پسندی کے عناصر موجود تھے کہ لوگ قصہ کہانیوں کو نظر انداز کرنے لگے۔

کشمیری زبان بھی ان لکھاریوں کے اس فن سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔ کشمیر میں اس فن سے قبل زیادہ تر قصے کہانیوں کا رواج تھا۔ اس کی ایک اہم وجہ کشمیر کی آب و ہوا بھی رہی کیونکہ یہاں اکثر چھ ماہ سخت سردی کے ہوتے تھے جس میں کام کاج کرنا مشکل ہوتا تھا یوں اس وادی کے باشندے وقت گزارنے کے لیے داستان کہتے اور سنتے تھے۔ ان قدیم داستانوں میں الف لیلی، فوک ٹیلز آف کشمیر، پوشہ تھئر، موختہ لڑ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ انقلاب فرانس کی لہر اگرچہ بہت تیز تھی اور جلد ہی ہندوستان کو بھی اس نے اپنی لپیٹ میں لے لیا مگر ریاست کشمیر میں مغلوں، افغانوں، سکھوں اور ڈوگروں کی پیدا کردہ افراتفری کی لہروں میں کہیں گم ہوگئی اور اس کے اثرات کشمیر میں بہت دیر بعد پہنچے۔ اسی وجہ سے کشمیر میں ناول نگاری کا فن انگریزی اور اُردو سے ہوتا ہوا بہت دیر بعد پہنچا۔ انگریزی ادب میں رچرڈسن اور فیلڈنگ کو، اُردو ادب میں ڈپٹی نذیر کو اور کشمیری ادب میں حبیب کامران کو اس فن کا موجد قرار دیا جاتا ہے۔

کشمیر اور اُردو ادب کا تعلق انتہائی گہرا ہے۔ اس لیے شاعری اور افسانوی ادب ماسوائے ناول کو بالائے طاق رکھ کر موازنہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ریاست جموں و کشمیر میں اُردو ناول کی روایت کوئی خاص پرانی نہیں بلکہ ۱۹۴۷ء کے بعد ہی مرکز توجہ بنی۔ اس سے قبل ریاست جموں و کشمیر میں اُردو ناول کے اولین نقوش کے بارے میں ڈاکٹر برج پریمی کہتے ہیں:

انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے شروع میں کشمیر میں سب سے پہلے ناول نگاری کی شروعات پنڈت سالگرام سالک اور مولوی محمد الدین فوق نے کی۔ سالگرام سالک نے داستان جگت روپ اور تحفہ سالک تصنیف کر کے نثر کے اس شعبہ کی طرف خصوصی توجہ دی۔ محمد دین فوق کی تصانیف ایک سو کے لگ بھگ ہیں۔ ان میں ان کے نثری کارنامے بھی شامل ہیں۔ ان میں بعض قصوں پر ناول نگاری کا اطلاق کیا جاسکتا ہے۔(۲)

مذکورہ بالا حوالہ میں جہاں ریاست جموں و کشمیر میں اُردو ناول نگاری کے ابتدائی نقوش نمایاں ہیں۔ وہیں کشمیری زبان میں اس صنف کے بارے ڈاکٹر یوسف بخاری یوں رقم طراز ہیں:

کشمیری ادب میں حبیب کامران کو ناول نگاری کا موجد کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ اگرچہ اُن کے پہلے ناول کا کوئی قلمی نسخہ نہیں ملتا اور نہ ہی یہ شائع ہو سکا لیکن ۱۹۵۵ء کا رسالہ کونگ پوش کے شمارے میں شائع ہونے والے چند صفحات اس ناول کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اس تحریر میں واضح طور پر ناول کی ہیت کے آثار موجود ہیں۔ (۳)

کشمیری ناول لکھنے کا ایک اور ناکام تجربہ حبیب کامران نے کیا جس کے بارے میں مشعل سلطانپوری رقم طراز ہیں:

> دویم تجربہ چُھ حبیب کامران ۱۹۵۰ءہَس منز کران۔ تمی سند ناولک ناوٗ اوس ذاتھ بُتراتھ، مگر اکھ زقسط چھاپ کرتھ دَپان ژھَن۔ حبیب کامرانن یہ ناول ضایہ کرتھ۔ اتھ ناولس تہ چھ وونی صرف تواریخی اہمیتھ۔ (۴)

> ترجمہ: ۱۹۵۰ء میں حبیب کامران نے ناول لکھنے کا دوسرا تجربہ کشمیری ناول ذاتھ بُتراتھ لکھ کر کیا۔ تقریباً دو قسطوں میں اس ناول کو شائع کر کے حبیب کامران نے اسے ضائع کر دیا۔ اب اس ناول کی صرف تاریخی اہمیت ہی ہے۔

محمد دین فوق اور سالگرام سالک کے بعد جنہوں نے ریاست جموں وکشمیر میں اُردو ناول نگاری کی روایت میں اضافہ کیا اُن میں موہن لال مروہ اور وشواناتھ ورما کے نام قابل ذکر ہیں۔ اس سلسلے میں پروفیسر ڈاکٹر ظہور الدین لکھتے ہیں:

> موہن لال مروہ نے داستان محبت کے نام سے ایک ناول لکھا۔ جو ۱۹۲۴ء میں شائع ہوا۔ وشواناتھ ورمانے تلاش حقیقت کے نام سے جو کتاب لکھی وہ قصے کی مہک سے معمور ہے۔ کشمیر میں نندلال بے غرض نے اس شعبے میں گہری دلچسپی کا اظہار کیا۔ اُنہوں نے پنڈت رتن سرشار کے تتبع میں تازیانہ عبرت لکھا۔ (۵)

پنڈت سالگرام سالک، محمد دین فوق، موہن لال مروہ اور پریم ناتھ پردیسی وہ ناول نگار ہیں جنہوں نے تقسیم ہند سے قبل ریاست جموں وکشمیر میں اُردو ناول لکھے لیکن بدقسمتی سے وہ ناول ۱۹۴۷ء کے ہنگاموں میں تلف ہو گئے اور کچھ نایاب ہیں۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر برج پریمی یوں رقم طراز ہیں:

> ۱۹۴۷ء سے قبل کشمیر کے معروف اُردو افسانہ نگار پریم ناتھ پردیسی نے پوتی کے عنوان سے ناول لکھا۔ لیکن یہ ناول ۱۹۴۷ء کے ہنگاموں میں تلف ہو گیا۔ اس کے علاوہ نرسنگھ داس نے

پاربتی اور نرملا جیسے قابل ذکر ناول پیش کیے۔(۶)

الغرض تقسیم ہند سے قبل اگر غور کیا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ریاست جموں و کشمیر میں اُردو اور کشمیری دونوں زبانوں میں ناول نگاری کے حوالے سے ابتدائی نقوش تو ضرور ملتے ہیں لیکن با قاعدہ ناول تقسیم ہند کے بعد ہی ملتے ہیں۔ حبیب کامران کے بعد باقاعدہ طور پر کشمیری زبان میں پہلا ناول اختر محی الدین نے ۱۹۵۸ء میں دود ته دگ کے عنوان سے لکھا۔ اس سلسلے میں ناجی منور اور شفیع شوق تحریر کرتے ہیں:

> دود ته دگ چُھ کاشر زبانی ہُند گوڈ نیک مکمل ناول یُس اختر محی الدینن ۱۹۵۸ء ہس منز پیش کور۔(۷)
>
> ترجمہ: دود ته دگ کشمیری زبان کا پہلا مکمل ناول ہے جسے اختر محی الدین نے ۱۹۵۸ء میں تحریر کیا۔

ناول کی ہیت جو ہمیں حبیب کامران کی تحریر کے چند ٹکڑوں میں دھندلی سی دکھائی دے رہی تھی اب اُس کے نقوش اختر محی الدین کی تحریر میں واضح دیکھائی دینے لگے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہنا چاہیے کہ اختر محی الدین نے یہ ناول لکھ کر کشمیری زبان کو پنپنے میں سہارا دیا۔ اس سے قبل کشمیری زبان میں نثری کتابیں لکھی گئیں مگر وہ زبان جو اپنے اندر نئی نئی اصناف کو جگہ نہ دے وہ جلد ہی زوال کا شکار ہو جاتی ہے۔ اس لیے ناول نگاری کی یہ صنف کشمیری زبان کی سلامتی اور بقاء کے لیے نہایت ضروری تھی۔ اختر محی الدین کے اس ناول سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے آزادی کے بعد خطہ کشمیر کی سیاسی، سماجی، معاشی و معاشرتی زندگی کا عمیق مطالعہ کرنے کے بعد اس کے عروج و زوال کو لفظی تصویر میں پیش کرنے کی کاوش کی ہے۔ یہ تحریر ناول نگاری کے فن میں اُن کی پختہ کاری کا بین ثبوت بھی ہے اور اس بات کی طرف اشارہ بھی کہ وہ ناول نگاری کی روایت سے واقف تھے کیوں کہ اس ناول میں پلاٹ، کردار نگاری، منظر نگاری، مکالمہ نگاری اور زبان و بیان جیسے عناصر موجود ہیں۔

اُردو ناول نگاری کی طرف ریاست جموں و کشمیر میں ۱۹۴۷ء کے بعد ہی پیش رفت ہوئی۔ وہ ناول نگار جن کا تعلق نئی نسل اور نئے دور سے تھا انہوں نے اچھے اور کامیاب ترین ناول تحریر کیے۔ پچاس کی دہائی میں ریاست کے باشندے کشمیری لال ذاکر نے ناول نگاری کا آغاز ایک ناولٹ سندور کی راکھ سے کیا اس کے بعد جاتی ہوئی رات اور دھرتی سدا سہاگن جیسے مشہور و معروف ناول لکھے۔ ملک رام آنند کا پہلا ناول نئے خدا

۱۹۵۸ء میں مرتب ہوااوراس کے بعد دوسرے ہی سال ایک اور ناول دہکتے پھول شبنم آنکھیں شائع ہوا۔دو اور ناول صلیب اور دیوتا اور اپنے وطن میں اجنبی شائع ہوئے ۔(۸) ملک رام آنند، نرسنگھ داس اور کشمیری لال ذاکر کے ہم عصروں میں ٹھاکر پونچھی نے یکے بعد دیگرے کئی ناول لکھ کر ناول نگاری کے میدان میں اپنا لوہا منوایا۔اسی دوران مدن موہن شرمااور برج کیتال نے بھی ناول لکھے۔اس سلسلے میں عبدالقادر سروری تحریر کرتے ہیں:

برج کیتال نے چراغ بجھنے سے پہلے کے عنوان سے ناول تحریر کیا۔مدہن موہن شرما کے ناول ایک منزل چار راستے اور پیاسے کنارے کے عنوان سے شائع ہوئے۔(۹)

مذکورہ بالا اُردو ناول جہاں ریاست کے باشندوں کی زندگی،روز مرہ کے مسائل،زندگی کی ناہمواریوں،سماجی ناانصافی،،دولت کی غیر منصفانہ تقسیم اور سماج میں طبقاتی نظام کی بہترین عکاسی کرتے ہیں وہیں کشمیری زبان میں لکھے گئے ناول بھی اس کی ایک خوبصورت مثال ہیں۔ریاست کے مشہور ناول نگار امین کامل نے کامیاب ناول گٹہ منز گاش (قبائلی حملے) کے پس منظر میں لکھا۔اس کے بارے میں کاشر نثر کی تامیر کار میں یوں لکھا ہے:

امہ پتہ آیہ اکھ ناول لیکھنہ۔امین کامل سُند ناول گٹہ منز گاش۔(۱۰)

ترجمہ:اس کے کافی عرصہ بعد ایک ناول امین کامل کا گٹہ منز گاش لکھا گیا۔

اس واقعاتی ناول میں امین کامل نے آزادی ہند کے بعد کشمیر پر قبائلیوں کی طرف سے ہونے والے حملے کا ذکر کیا ہے اس میں امین کامل نے اپنی فنی مہارت کا خوب استعمال کیا ہے۔اس میں پلاٹ کا خاص طور پر خیال رکھا گیا۔اس ناول میں قبائلیوں کے ظلم وستم اور ناانصافیوں کا بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔اس میں حب الوطنی کا عنصر بے معنی سا موجود ہے۔اس میں ایک طرف سوشلزم اور ترقی پسند ادب کی حمایت کی گئی ہے تو دوسری طرف حکومت کو خوش بھی کیا گیا ہے۔اس ناول کے بارے میں ڈاکٹر محمد یوسف بخاری رقم طراز ہیں:

یہ نیم رومانی ناول ہے جو اُردو کے ناول ابن الوقت کی طرح ہے جس میں حالات وواقعات کو خود پسندی اور دوسروں کو خوش کرنے کے لیے بنا کر پیش کیا گیا ہے۔(۱۱)

ریاست جموں وکشمیر میں جہاں کشمیری ناول نگاری بدلتے ہوئے حالات سے متاثر ہورہی تھی وہیں اُردو ناول نگاری نے بھی اپنے اندر فن کے ساتھ ساتھ نئے موضوعات اور اہم سماجی مسائل کو جگہ دینا شروع

کردی۔اس حوالے سے منصور احمد منصور لکھتے ہیں:

ٹھاکر پونچھی نے متعدد اُردو ناول لکھے۔اُنہیں ناول کے فن اور اس کی زبان و بیان پر مکمل دسترس حاصل تھی۔اُنہوں نے ریاست میں اُردو ناول کو نہ صرف فنی بلکہ موضوعاتی اعتبار سے بھی نمایاں کرنے کی کوشش کی۔وہ انسانی نفسیات کی باریکیوں کو بڑی چابکدستی سے پیش کرنا جانتے ہیں۔وہ بڑی خوبصورتی سے دیہاتی اور شہری زندگی کو پیش کرتے ہیں۔اہم سماجی ونفسیاتی مسائل بھی ان کے ناولوں سے جھلکتے ہیں۔اُن کے ناولوں میں وادیاں اور ویرانے،یادوں کے کھنڈر،شمع ہر رنگ میں جلتی ہے،زلف کے سر ہونے تک،اداس تنہائیاں،چاندنی کے سائے اور پیاسے بادل' قابل ذکر ہیں۔(۱۲)

تیج بہادر بھان،غلام رسول سنتوش،علی محمد لون،حامدی کشمیری،نور شاہ،شبنم قیوم،عمر مجید،بھوشن لال بھوشن،فاروق رینزو اور جان محمد آزاد جیسے ناول نگار ۱۹۶۰ء کے بعد منظر عام پر آئے۔یہ ناول نگار کشمیر میں اُردو ناول نگاری کے حوالے سے بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ان میں اکثر نے ایک دو ناول لکھے اور اس فن کو خیر آباد کہہ دیا۔اس سلسلے میں عبدالقادر سروری یوں رقم طراز ہیں:

> تیج بہادر بھان نے صرف ایک ناول سیلاب اور قطرے کے عنوان سے لکھا۔یہ ناول لکھ کر اُنہوں نے ایک اچھا ناول نگار ہونے کا ثبوت دیا ہے۔یہ ناول ایک اچھا حقیقت پسندانہ بیانیہ اور کسی حد تک ایک نفسیاتی مطالعہ اور کشمیر کی فضا کے پس منظر میں ایک نچلے طبقے کی زندگی کے واقعات کے بیٹھ بٹھاو کا دلچسپ اور معنی خیز نقشہ پیش کرتا ہے۔(۱۳)

تقسیم ہند کے بعد مسئلہ کشمیر اور کشمیر میں ہونے والے ظلم وستم کی کہانی چار سو پھیل چکی تھی۔اُردو ادب کی ہر صنف اور بالخصوص ناول میں اس کہانی کو جگہ دی جانے لگی۔کشمیر میں ہونے والی سیاسی وسماجی،معاشی ومعاشرتی ناانصافیوں،نفسیاتی وسماجی مسائل اور خطہ کی رومانی صورت حال کو اُردو ناول میں خاص اہمیت دی گئی۔کشمیر میں اُردو ناول نگاروں کی کاوشیں قابل تعریف ہیں۔علی محمد لون اور غلام سنتوش نے اُردو ادب کو شاید ہے تیری آرزو اور سمندر پیاسا ہے جیسے ناول دیے۔سنتوش نے بڑی بے رحمی کے ساتھ انسان کے باطن میں موجود ہولنا کی اور زہرناکی کو اُبھارا۔(۱۴) فاروق رینزو کا شمار کشمیر کے قابل ذکر ناول نگاروں میں ہوتا ہے۔اُن کے مشہور ناولوں میں زخموں کی سالگرہ،کشمیر اور جھیل جلتی ہے شامل ہیں۔رینزو نے ان ناولوں میں نئی نسل کی ناآسودگیوں،محرومیوں اور اس کے نتیجے میں پیدا شدہ نفسیاتی الجھنوں کو فنی چابکدستی سے پیش کیا۔(۱۵)

نثری ادب کی اس صنف میں ریاست جموں و کشمیر کے ادیبوں نے نمایاں کردار ادا کیا۔نئی نسل کے ادیبوں میں عمر مجید کے دو ناول یہ بستی یہ لوگ، درد کا دریا، بھوشن لال بھوشن کا ناول صرف پانچ ہزار، رشید پروین کے دو ناول دل اور دیا، پیاسی پایل اور وحشی، سعید ساحل کے ناول خون اور محبت، منزل اور تلاش اور قحط منظر عام پر آئے۔ان ناول نگاروں کا اپنا ایک الگ لکھنے کا انداز ہے۔ یہ کہیں رومان کی دُھند میں لپٹی فضا کو پیش کرتے ہیں اور کہیں سماجی نابرابری سے پیدا شدہ مسائل کو اُبھارتے ہیں۔(۱۶)

ریاست جموں و کشمیر میں اُردو ناول نگاری کا باقاعدہ آغاز تقسیم ہند کے بعد ہوا۔آہستہ آہستہ یہ فن ریاست میں اپنی آب و تاب کے ساتھ دکھائی دینے لگا۔ پچاس کی دہائی سے لے کر اب تک کئی ایک ناول نگار منظر عام پر آئے۔ کسی نے ایک ناول لکھ کر ناول کے میدان میں اپنا لوہا منوایا تو کسی نے کئی شاہکار چھوڑے۔ ریاست میں اُردو ناول نگاری کا سلسلہ جاری و ساری ہے۔اس حوالے سے نہ صرف بیسویں صدی کے ناول نگاروں کے نام قابل ذکر ہیں بلکہ اکیسویں صدی کے ناول نگار بھی اس میں بھرپور حصہ لے رہے ہیں۔ ریاست جموں و کشمیر میں اُردو ناول نگاری کی روایت کو جو ناول نگار زندہ رکھے ہوئے ہیں اُن میں ڈاکٹر حامدی کشمیری اور جان محمد آزاد کے نام قابل ذکر ہیں۔ ریاست کے نامور شاعر اور نقاد ڈاکٹر حامدی کشمیری نے ابتدا میں افسانے اور ناول کو اپنایا۔شاعری کے علاوہ فکشن کی طرف بھی توجہ دی لیکن جلد ہی اُنہوں نے اپنے فکر و ہنر کی جولاں گاہ تبدیل کر کے شاعری اور تنقید کو اپنے فکر و فن کا مرکز و محور بنایا۔اُن کے قابل ذکر ناولوں میں بہاروں میں شعلے، بلندیوں کے خواب، پگھلتے خواب اور اجنبی راستے شامل ہیں۔حامدی کشمیری کے ناولوں میں رومان کی سحر انگیزی اور پس منظر میں کشمیر کی زندگی اور وہاں کے سیاسی و سماجی ماحول شدت کے ساتھ اپنی موجودگی کا احساس دلاتا ہے۔یہی اُن کے ناولوں کا طرہ امتیاز ہے۔(۱۷) جان محمد آزاد نے اُردو ادب میں تین قابل ذکر ناولوں کا اضافہ کیا ہے۔ جن میں کشمیر جاگ اٹھا، وادیاں بُلا رہی ہیں اور برفیلے لمحوں کا جنگل شامل ہیں۔ جان محمد آزاد کو ناول کے فن پر مکمل دسترس حاصل ہے۔ جان محمد آزاد کے اُسلوب پر کرشن چندر کا زبردست اثر ہے۔ وہ کرشن چندر کے زیر اثر کشمیر کی کہستانی زندگی کی چیرہ دستیوں، الجھنوں اور استحصال کو اپنا موضوع بناتے ہیں۔انہیں اپنی مادرِ وطن کشمیر سے بے پناہ محبت ہے اور یہی محبت ان سے لکھواتی ہے۔ وہ اپنا ایک اندازِ سفر رکھتے ہیں اور اپنے جادہ شوق کی تراش خراش کرتے ہوئے خود آگے بڑھتے ہیں۔(۱۸) مذکورہ اُردو ناول نگاروں میں سے بہترین کام ڈاکٹر حامدی کاشمیری نے کیا۔اُنہوں نے پرچھائیوں کا شہر (ناولٹ)، بہاروں میں شعلے (۱۹۶۵)، پگھلتے خواب (۱۹۷۵) اجنبی راستے (۱۹۸۵)، بلندیوں کے خواب (۱۹۶۱ء)

میں تحریر کیے۔بلندیوں کے خواب میں حامدی کاشمیری نے کشمیر کی غیر فطری تقسیم کو پیش کیا ہے۔(۱۹) ستر کی دہائی میں ریاست جموں وکشمیر میں اُردو ناول اپنی تمام تر جزئیات کے ساتھ ایک مکمل صنف کے طور پر نمایاں ہو چکا تھا۔دوسری طرف کشمیری ناول بھی ارتقائی مراحل طے کرتے ہوئے ۱۹۲۲ء میں کشمیری زبان میں ناول نگاری کی بھرپور نمائندگی کرنے لگا۔کاشراڈ بک تواریخ میں یوں درج ہے۔

۱۹۲۲ءہس منز پروفیسر ایس کے توشخانی کاشرس منزا کھ ناول لیکھنک تجربہ کران۔تمی سندس ناولس اوس ناو لیلا تہ یہ اوس بہار گلشن کشمیر اخبارس منز قسط وار چھپان۔یہ اخبار اوس لاہور پیٹھ شائع سپدان تہ اتھ منزاوس کاشر حصک ایڈیٹر پروفیسر ایس کے توشخانی۔ایس کے توشخانی اوس تمن دوہن پانہ زنانن تالیم دیاوچ تحریکہ ہندا کھ سرگرم کارکن تہ لیلا ناولک مرکزی خیال تہ چھ یو ہے۔(۲۰)

ترجمہ:۱۹۲۲ء میں پروفیسر ایس کے توشخانی نے کشمیری زبان میں ناول لکھنے کا ایک تجربہ کیا۔اُن کے ناول کا نام لیلا تھا۔یہ بہار گلشن کشمیر کے اخبار میں قسط وار چھپتا رہا۔یہ اخبار لاہور سے چھپتا تھا اور اس اخبار کے کشمیری حصے کے ایڈیٹر پروفیسر ایس کے توشخانی تھے۔ایس کے توشخانی اُن دنوں خواتین کو تعلیم دینے والی تحریک کے ایک سرگرم رُکن تھے اور لیلا نامی ناول کا مرکزی خیال بھی یہی تھا۔

ریاست جموں وکشمیر میں جہاں اُردو ناول نگار اس صنف کو فروغ دینے میں مصروف ہیں وہیں کشمیری ناول نگار بھی اس روایت کو برقرار رکھنے کی بھرپور کوشش کر رہے ہیں جس کی چند ایک مثالیں زیر نظر ہیں۔

بنسی نردوش نے اکھ دور کے نام سے یہ ناول ۱۹۲۷ء میں لکھا۔ابتدا میں یہ ناول قسطوں میں چھپا تھا۔اس ناول میں مکالمہ نگاری پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ان مکالموں میں شوخی،تیزی اور ادبی رنگ نمایاں ہے۔اس ناول کا مرکزی کردار ایک عورت ہے جس کے سہارے اس معاشرے میں عورتوں پر ہونے والے ظلم وستم اور ان کی جسم فروشی جیسے واقعات سے پردہ اٹھایا گیا ہے کہ کس طرح جاگیردار کو اغوا کرواتے ہیں اور پھر ان کو طوائف بننے پر مجبور کرتے ہیں۔اس ناول کے بارے میں ڈاکٹر سید یوسف بخاری رقم طراز ہیں۔

یہ ناول،مرزا ہادی رسوا،کے ناول امراو جان ادا کی طرز پر ہے۔یہ مور کہ جان کے عنوان سے چھپا ہے یہ سپاٹ قسم کا واقعاتی ناول ہے۔(۲۱)

علی محمد لون نے اسی تہ چھ انسان کے نام سے ایک ناول لکھا۔اس ناول کو زیادہ پذیرائی نہ مل سکی۔بعض محققین نے اس کو فنی اعتبار سے رپورتاژ قسم کا ناول قرار دیا ہے اس طرح تقسیم آزادی ہند کے بعد

کشمیری زبان میں ناول نگاری میں کامیاب اضافے ہوئے مگر ان کی تعداد نہ بڑھ سکی۔اس سلسلے میں ناجی منوراور شفیع شوق لکھتے ہیں:

دودتہ دگ، گٹہ منز گاش تہ اسی تہ چھ انسان، ناولن ہنز ناکامی پتہ کورنہ واریاہس کالس ییہ کانسہ تہ ناول لیکھنُک جُرتھ تہ اتھ وقتس منز رودنہ کاشر زبانی ہند خاطر تیتھ موافق ماحول۔تھ منز ناول ہیکہ ہے پھاپھلتھ۔ ناولہ خاطر گرٛھ پرن والین ہُند جان تعداد آسن یہ ہیکہ نہ صرف دانش ور طبقس منزے پوت محدود روزتھ۔ ناول چُھ دراصل عوامی ادب۔ ۱۹۲۷ء ہس منز کور ناول لیھکنک اکھ نوو تجربہ غلام نبی گوہرن۔تمی سندی ناول مجرم تہ میل۔ یم دوشوے ناول چھ موضوعی ایتبار رومانی قسمکی ناول۔(۲۲)

ترجمہ: دودتہ دگ، گٹہ منز گاش اوراسی تہ چھ انسان ناولوں کی ناکامی کے بعد کافی عرصہ تک کسی نے بھی کشمیری زبان میں ناول لکھنے کی جرات نہ کی۔ وہ دور کشمیری زبان کے لیے موافق بھی نہ تھا اوراس میں ناول نہ پھیل سکا۔ناول کی خاطر پڑھنے والوں کی تعداد کا ہونا بھی ضروری ہوتا ہے۔ یہ صرف دانش ور طبقے تک محدود نہیں رہ سکتا۔ ناول دراصل عوامی ادب ہوتا ہے۔ ۱۹۲۷ء میں غلام نبی گوہر نے کشمیری زبان میں ناول لکھنے کا ایک نیا تجربہ کیا۔اس نے دو ناول مجرم اور میل لکھے۔ یہ دونوں ناول موضوعاتی اعتبار سے رومانی ناول ہیں۔

غلام نبی گوہر کا تعلق وادی سے ہے۔ بنیادی طور پر ایک ناول نگار ہیں۔انہوں نے کشمیری زبان میں کئی ناول لکھے ہیں۔ ہر ناول میں معاشرے کے کسی ایک خاص پہلو کو اُجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔غلام نبی گوہر کے مشہور ناولوں میں مجرم، میل، بے ناو؟ اور ارگ ارشد کے نام قابل ذکر ہیں۔

غلام نبی کا ناول مجرم ۱۹۲۷ء میں چھپا۔اس ناول میں قانون کی باریک بینی اور انصاف پر طنز کیا گیا ہے۔اس میں انصاف کی خرید وفروخت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔اس لحاظ سے یہ ناول کشمیری زبان میں ایک الگ انفرادیت رکھتا ہے۔غلام نبی کا دوسرا ناول میل کے نام سے شائع ہوا۔اس کا موضوع نفسیات ہے۔ یہ فرائڈ کے نظریہ تحلیل نفسی کی عکاسی کرتا ہے۔اس ناول سے معلوم پڑتا ہے کہ مصنف کو نفسیات سے گہرا لگاو ہے۔ اس میں نہ صرف نفسیات کی اصطلاح کو استعمال کیا گیا ہے بلکہ اس کو معاشرتی تناظر میں بھی پرکھا گیا ہے۔غلام نبی گوہر نے رومانی، نفسیاتی اور علامتی ناول نگاری میں کامیاب تجربے کیے۔علامتی حوالے سے

اُن کا ناول بے ناو؟ کشمیری زبان میں بڑی اہمیت کا حامل ہے۔(۲۳)

غلام نبی گوہر کو اگر کشمیری ادب کا جدید علامتی ناول نگار کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ اس سے قبل بہت سے ناول نگاروں نے علامتی حوالے سے طبع آزمائی کی لیکن وہ اس تجربے میں ناکام ہی رہے۔ ان کے ناولوں کو کوئی ادبی مقام نہ مل سکا۔ انہوں نے ناول نگاری کے میدان کو چھوڑ کر افسانہ وڈرامہ وغیرہ کے میدان میں قلم فرسائی کرنے کی کوشش کی مگر غلام نبی نے ہمت نہیں ہاری اور بالآخر اُنہوں نے ۲۰۱۲ء میں ارگ ارشد (Arg-e-Ashud) کے نام سے ناول لکھ کر نہ صرف کشمیری ادب میں اپنا لوہا منوالیا بلکہ اس زبان و ادب کو اکیسویں صدی کا نایاب تحفہ بھی دیا۔ اس ناول کی افتتاحی تقریب ۱۷ اکتوبر ۲۱۰۲ء میں ادبی مرکز کامراز کی طرف سے تاثیر حال میں منعقد ہوئی۔ تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ جب بھی کوئی ناول لکھا گیا اُس کو ادبی مقام حاصل کرنے میں کافی وقت لگا اور پھر دوسری زبانوں میں اس کا ترجمہ کرنے کی کوشش بھی کی جاتی رہی ہے چوں کہ ترجمہ کرنا ایک آرٹ ہے۔ اس لیے اکثر ناول کی ہیت تبدیل ہو جاتی ہے اور یوں ناول نگار کا پیغام اور اس کی زبان پر کتنی گرفت ہے اس کا اندازہ لگانا دوسری زبان میں بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔ اکثر ناول اسی وجہ سے ادبی مقام حاصل نہیں کر پاتے۔ غلام نبی گوھر ان مسائل سے بخوبی آگاہ ہیں اس لئے انہوں نے اس ناول کا ترجمہ بھی خود ہی انگریزی زبان میں Torch bearer in dark circle کے نام سے کیا ہے۔ اس کی تقریب میں پروفیسر رحمان راہی نے بھی شرکت کی اور مہمان خصوصی بشیر احمد کرمانی تھے۔ پروفیسر حمیدہ نعیم نے اس انگریزی ترجمہ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔

> The paper readers termed Gowhar's novel as first of its kind in the Kashmiri fiction, saying he has recreated history from the debris of past. They said the novel is epoch-making not for being voluminous but for its canvas.(24)

کشمیر کے اُردو اور کشمیری ناول نگار اپنی ادبی کاوشوں کے ذریعے کشمیریوں کی ناآسودگیوں، محرومیوں اور اس کے نتیجے میں پیدا شدہ نفسیاتی الجھنوں کو بہترین انداز میں دُنیا کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان ادیبوں کو اپنی مادرِ وطن کشمیر سے بے پناہ محبت ہے اور یہی محبت اُن سے لکھواتی ہے اور وہ اپنے جادہ شوق کی تراش خراش کرتے ہوئے اپنا سفر جاری رکھے ہوئے ہیں۔

☆☆☆☆

# حواشی وحوالہ جات


۱۔ سہیل بخاری، اُردو ناول نگاری، مکتبہ جدید، لاہور، ۱۹۶۰ء، ص ۵

۲۔ برج پریمی، ڈاکٹر، جموں وکشمیر میں اُردو نثر کی نشوونما، ڈھاکہ، ۱۹۵۶ء، ص ۴۰

۳۔ محمد یوسف بخاری، سید، ڈاکٹر مختصر تاریخ زبان وادب کشمیری، مقتدرہ قومی زبان پاکستان، ۲۰۱۲ء، ص ۳۷۸

۴۔ مشعل سلطانپوری، کاشر نثر کی تامیرکار، کاشر ڈپاٹمنٹ، کشمیر یونیورسٹی، سرینگر، ۱۹۸۲ء، ص ۱۵۲

۵۔ ظہورالدین، ڈاکٹر، جموں میں اُردو زبان وادب (مشمولہ) پاکستان میں اُردو جلد پنجم، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد، پاکستان، ۲۰۰۴ء، ص ۱۴۴

۶۔ برج پریمی، ڈاکٹر، جموں وکشمیر میں اُردو نثر کی نشوونما، ڈھاکہ، ۱۹۵۶ء، ص ۴۴

۷۔ ناجی منور، شفیع شوق، کاشر ادبک تواریخ، کاشر ڈپاٹمنٹ، کشمیر یونیورسٹی، سرینگر، ۱۹۷۸ء، ص ۲۴۲

۸۔ عبدالقادر سروری، کشمیر میں اُردو، جلد سوم، دکن، ۱۹۶۷ء، ص ۳۴۲

۹۔ ایضاً

۱۰۔ ناجی منور، شفیع شوق، کاشر ادبک تواریخ، کاشر ڈپاٹمنٹ، کشمیر یونیورسٹی، سرینگر، ۱۹۷۸ء، ص ۲۴۶

۱۱۔ محمد یوسف بخاری، سید، ڈاکٹر مختصر تاریخ زبان وادب کشمیری، مقتدرہ قومی زبان پاکستان، ۲۰۱۲ء، ص ۳۷۹

۱۲۔ منصور احمد منصور، جموں وکشمیر میں اُردو ناول، (مشمولہ)، شیرازہ، جموں وکشمیر اکیڈمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگویجز سرینگر، ۱۹۹۸ء، ص ۱۸۰

۱۳۔ عبدالقادر سروری، کشمیر میں اُردو، جلد سوم، دکن، ۱۹۶۷ء، ص ۳۵۴

۱۴۔ ایضاً، ص ۳۶۲

۱۵۔ منصور احمد منصور، جموں وکشمیر میں اُردو ناول، (مشمولہ) شیرازہ جموں وکشمیر میں اُردو کے پچاس سال جموں وکشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز سرینگر، ۱۹۹۸ء، ص ۱۸۵

۱۶۔ ایضاً، ص ۱۸۴

۱۷۔ محمد یوسف بخاری، سید، ڈاکٹر، کشمیری اور اُردو زبان کا تقابلی جائزہ۔ لاہور، ۱۹۸۲ء ص ۲۷

۱۸۔ محمد یوسف ٹینگ، کشمیری زبان اور اُردو، (مشمولہ) ہمارا ادب، سرینگر، ۱۹۶۷ء ص ۵۴

۱۹۔ ایضاً

۲۰۔ ناجی منور، شفیع شوق، کاشر ادبک تواریخ، کاشر ڈپاٹمنٹ، کشمیر یونیورسٹی، سرینگر، ۱۹۷۸ء ص ۲۴۲

۲۱۔ محمد یوسف بخاری، سید، ڈاکٹر، مختصر تاریخ زبان و ادب کشمیری، مقتدرہ قومی زبان پاکستان، ۲۰۱۲ء ص ۳۷۹

۲۲۔ ناجی منور، شفیع شوق، کاشر ادبک تواریخ، کاشر ڈپاٹمنٹ، کشمیر یونیورسٹی، سرینگر، ۱۹۷۸ء ص ۲۴۷

۲۳۔ محمد یوسف بخاری، سید، ڈاکٹر، مختصر تاریخ زبان و ادب کشمیری، مقتدرہ قومی زبان پاکستان، ۲۰۱۲ء ص ۳۷۹

۲۴۔ روزنامہ، کشمیر اعظمیٰ، سری نگر، ۲۰۱۲ء ادبی صفحہ